قسط نمبر

09

صبح کی نرم دھوپ لکڑی کی جالیوں سے چھن کر حجرے میں بکھر رہی تھی۔

لوبان اور گلاب کے عرق کی مدھم خوشبو پورے کمرے میں رچی ہوئی تھی۔

حفصہ خاتون اپنی مسند پر بیٹھی تسبیح کے دانے پھیر رہی تھیں کہ دروازے پر ہلکی سی آہٹ ہوئی۔

انہوں نے نظر اٹھائی تو آئرین خاموشی سے دروازے کے قریب کھڑی تھی۔

"آ جاؤ بیٹی۔" حفصہ خاتون کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

آئرین آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کے قریب آ گئی۔۔

حفصہ خاتون نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے برابر بٹھالیا اور نہایت شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

چند لمحے وہ خاموش رہیں، پھر بولیں،

"مجھے اس دن ہونے والی ہر بات معلوم ہو گئی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ تم خیریت سے ہو۔"

آئرین نے نظریں جھکا لیں۔ اسی دوران حفصہ خاتون مسند کا سہارا لے کر اٹھنے لگیں۔

گھٹنوں میں درد کی وجہ سے ان کے چہرے پر ہلکی سی تکلیف ابھری تو آئرین فوراً گھبرا کر ان کے بازو کو سہارا دینے لگی۔

حفصہ خاتون ہنس دیں۔

"ابھی اتنی بوڑھی بھی نہیں ہوئی کہ دو قدم نہ چل سکوں۔"

وہ آہستہ آہستہ الماری تک گئیں، وہاں سے ایک کانسی کا برتن اور خشک میووں کی ڈبیا نکالی۔

پھر گرم دودھ ایک پیالے میں انڈیلا اور سب کچھ آئرین کے سامنے رکھ دیا۔ آئرین حیران رہ گئی۔

"می؟"

"ہاں، تمہارے لیے۔" حفصہ خاتون نے مسکرا کر سر ہلایا۔

آئرین ابھی بھی انہیں دیکھ رہی تھی، جیسے یقین نہ آرہا ہو کہ اتنی بڑی خاتون خود اس کے لیے یہ سب لے کر آئی ہیں۔

آئرین نے خاموشی سے دودھ کا پیالہ اٹھایا اور ایک گھونٹ لیا۔

حفصہ خاتون نے محبت سے اس کے بال سنوارے اور آخر میں کہا،

"اگر تمہیں لگے کہ اب ہمت ساتھ نہیں دے رہی، تو اکیلے بیٹھ کر آنسو بہانے کے بجائے میرے پاس آجانا۔"

آئرین نے بے اختیار ان کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔

وہ مسکرائی بھی نہیں۔۔ بولی بھی نہیں۔۔

مگر اس کی آنکھوں میں اب وہ اجنبیت باقی نہیں رہی تھی جو اس دنیا میں قدم رکھتے وقت تھی۔

انہوں نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔

آئرین اتنا ضرور سمجھ گئی تھی کہ بعض لوگ دعا بن کر ملتے ہیں۔

چند لمحوں تک حجرے میں خاموشی رہی۔ پھر حفصہ خاتون نے اپنے تکیے کے نیچے ہاتھ ڈالا۔

وہاں سے مخمل کی ایک چھوٹی سی تھیلی نکالی۔ تھیلی کے اندر اشرفیوں کی ہلکی سی جھنکار سنائی دی۔

انہوں نے وہ تھیلی آئرین کی طرف بڑھادی۔ آئرین نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"یہ سلطان نے تمہارے لیے بھیجوائی ہیں۔" حفصہ خاتون بولیں،

"اگر کبھی کسی چیز کی ضرورت پڑ جائے۔۔ تو بلا جھجک خرچ کر لینا۔"

آئرین نے فوراً دونوں ہاتھ پیچھے کر لیے۔ پھر سر ہلاتے ہوئے بولی،

"No..."

"میں۔۔۔ نہیں۔۔۔"

حفصہ خاتون مسکرا دیں۔ انہوں نے تھیلی واپس نہیں کھینچی۔ بلکہ آئرین کے ہاتھ میں رکھ دی۔

"بیٹی، ضرورت کے وقت لیا گیا سہارا احسان نہیں ہوتا۔۔ اصل احسان یہ ہے کہ انسان ضرورت ختم ہونے کے بعد بھی دوسروں کا ہاتھ تھامے رکھے۔"

آئرین خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔

آئرین نے اشرفیوں کی تھیلی کی طرف دیکھا۔۔پھر حفصہ خاتون کی طرف۔۔اور آخر کار خاموشی سے تھیلی لے لی۔

حفصہ خاتون نے اطمینان کا سانس لیا۔

رات کافی ڈھل چکی تھی۔

محل کے راہداریوں میں چراغوں کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

گلنار اپنے حجرے میں دن بھر کی تھکن کے بعد لیٹنے ہی والی تھی کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"گلنار۔۔۔"ایک خادمہ نے باہر سے کہا،

"حفصہ خاتون نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔"

"اس وقت؟"گلنار چونک گئی۔

وہ فوراً دوپٹہ سنبھال کر حفصہ خاتون کے حجرے کی طرف چل پڑی۔

"آؤ بیٹی۔۔۔"انہوں نے گلنار کو دیکھا تو مسکرا دیں۔

"وہاں کیوں کھڑی ہو؟میرے پاس آ کر بیٹھو۔"

گلنار جھجکتے ہوئے قریب آ کر بیٹھ گئی۔حفصہ خاتون نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"ماہ جبین اپنی ماں سے بہت سی باتیں چھپا لیتی ہے لیکن اپنے دل کا حال مجھ سے کبھی نہیں چھپا سکی۔"

"اس نے مجھے سب کچھ بتادیا ہے۔۔یہ بھی کہ اس دن تم دونوں کے درمیان کیا ہوا تھا۔"

"میں نے بہت بڑی گستاخی کر دی تھی۔۔۔"گلنار کی نظریں جھک گئیں۔

حفصہ خاتون نے فوراً اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"نہیں بیٹی تم نے گستاخی نہیں کی۔۔تم صرف ڈر گئی تھیں۔"

کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد انہوں نے نہایت نرمی سے کہا،

"دنیا میں سب سے خطرناک حسد دولت سے نہیں، محبت سے پیدا ہوتا ہے۔انسان اکثر یہ برداشت نہیں کر پاتا کہ جس محبت پر وہ اپنا حق سمجھتا ہے، وہ کسی اور کو ملنے لگے۔"

گلنار خاموشی سے سنتی رہی۔حفصہ خاتون نے بات جاری رکھی۔

"لیکن ایک اور حقیقت بھی ہے۔۔جو محبت چھیننے سے ملے، وہ چند دن سے زیادہ نہیں رہتی۔"

"اور جو محبت کردار، اخلاص اور اچھے اخلاق سے کمائی جائے، وہ انسان کے مرنے کے بعد بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتی ہے۔"

گلنار کی آنکھیں بھر آئیں۔

"اس لیے کبھی کسی کی محبت سے حسد مت کرنا۔"

"جس دن انسان اللہ کی دی ہوئی تقسیم پر اعتراض کرنے لگے، وہ دراصل اللہ کی حکمت پر سوال اٹھانے لگتا ہے۔"

"میں کوشش کروں گی۔۔۔"گلنار نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔

"کوشش نہیں۔۔عادت بنالو۔"حفصہ خاتون مسکرادیں۔

یہ کہہ کر وہ آہستہ آہستہ اٹھیں اور الماری کی طرف بڑھنے لگیں۔

"آپ رہنے دیجیے۔۔۔"گلنار فوراً گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔

"میں نکال دیتی ہوں، آپ کو تکلیف ہو گی۔"

"اگر میں نے کام کرنا چھوڑ دیا تو واقعی بوڑھی ہو جاؤں گی۔"حفصہ خاتون ہنس پڑیں۔

انہوں نے الماری کھولی اور نہایت نفیس مگر سادہ سوتی کپڑوں کے دو جوڑے نکال کر گلنار کے ہاتھ میں رکھ دیے۔

"گرمی بڑھ رہی ہے۔۔یہ رکھ لو، پہن لیا کرنا۔"

"میرے لیے؟"گلنار نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔

"جی، تمہارے لیے۔"

"اور اگر کبھی کسی چیز کی ضرورت ہو، تو مانگ لینے میں جھجکنا مت۔"

"میں اس قابل نہیں۔۔۔"گلنار کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

"یہ فیصلہ تم نے نہیں، میں نے کرنا ہے۔"حفصہ خاتون نے مسکرا کر اس کی بات کاٹ دی۔

"اور ایک بات اور۔۔۔"پھر وہ ہلکا سا مسکرائیں اور بولیں،

"ماہ جبین تم سے بہت محبت کرتی ہے۔بس۔۔اظہار کرنا نہیں جانتی۔"

"وہ جتنے خشک میوے مجھ سے لے کر گئی تھی۔۔ سب کے سب تمہیں دے دیے تھے۔"

"وہ شرمندہ ہے۔۔ مگر اس کی انا اسے معافی مانگنے نہیں دیتی۔"

"سچ؟" گلنار نے حیرت سے سر اٹھایا۔

حفصہ خاتون نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بعض لوگ محبت بہت کرتے ہیں مگر محبت جتانا نہیں جانتے۔"

"اس لیے لوگوں کے لہجوں سے نہیں ان کے عمل سے انہیں پہچاننا سیکھو۔"

گلنار بے اختیار ان کے قدموں کے قریب جھک گئی۔ حفصہ خاتون نے فوراً اسے اٹھا کر گلے لگا لیا۔

اور اس رات۔۔ گلنار جب حجرے سے باہر نکلی تو اس کے ہاتھ میں صرف دو سوتی جوڑے نہیں تھے۔۔

بلکہ ایک ایسا سکون بھی تھا۔۔ جو شاید اسے برسوں بعد نصیب ہوا تھا۔

رات کافی گزر چکی تھی۔ محل کی راہداریاں مکمل خاموش ہو چکی تھیں۔

اپنے حجرے میں۔۔ آئرین بستر کے کنارے بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے لکڑی کی چھوٹی سی میز رکھی تھی۔

اسی پر وہ نوٹ بک پڑی تھی۔۔ جو چند دن پہلے شہزادی ملکہ نے اسے لکھنے کی مشق کے لیے دی تھی۔

وہ کافی دیر تک اسے دیکھتی رہی۔ پھر آہستہ سے قلم اٹھایا۔

پہلا صفحہ کھولا۔کچھ لمحے سوچتی رہی۔۔اور انگریزی میں لکھا۔

"Things I will do in 1626."

لکھتے ہی اس کی نظریں انہی لفظوں پر جم گئیں۔

اچانک اس نے گہرا سانس لیا۔سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں۔۔۔"

اس نے پوری سطر پر ایک سیدھی لکیر کھینچ دی۔

پھر نیچے نہایت احتیاط سے۔۔اپنی نئی سیکھی ہوئی اردو میں لکھا۔

"میرے خواب"

وہ قلم ہاتھ میں لیے خاموش بیٹھی رہی۔

اس کے ذہن میں ایک ہی سوال گھوم رہا تھا۔

اگر۔۔اگر واپس جانے میں ایک سال لگ گیا تو؟

پھر اس نے خود ہی دوسرا سوال کیا۔اگر پانچ سال لگ گئے تو؟

اس کے ہاتھ بے اختیار رک گئے۔اور اگر۔۔ کبھی راستہ ہی نہ ملا تو؟

پھر اپنے ہی آپ سے دھیرے سے بولی،

"میں کب تک روتی رہوں گی؟ کیا ہر صبح اٹھ کر یہی سوچوں گی کہ مجھے اپنے گھر جانا ہے؟"

"اور ہر رات۔۔ روتے ہوئے سو جاؤں؟"

"نہیں۔۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔

اس بار اس کی آواز پہلے سے مضبوط تھی۔

"رونے سے نہ وقت بدلے گا۔۔ نہ میں واپس جا سکوں گی۔"

اس نے خود کو آئینے میں دیکھا۔ پھر ہلکا سا مسکرائی۔

"اگر اللہ نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔۔ تو شاید۔۔ کوئی وجہ ہو گی۔"

"اور جب تک وہ وجہ پوری نہیں ہوتی میں صرف زندہ نہیں رہوں گی۔۔ میں جینا سیکھوں گی۔"

اب اس نے قلم مضبوطی سے پکڑا اور ایک ایک کر کے لکھنا شروع کیا۔

پھر صفحے کے بالکل آخر میں۔۔ بڑے حروف میں صرف ایک لفظ لکھا۔

Thrive

چند لمحے وہ اسی لفظ کو دیکھتی رہی۔ پھر اس کے گرد ایک دائرہ بنا دیا۔

نوٹ بک بند کرتے ہوئے اس نے سوچا،

کل سے میں اس دنیا میں رہنے کی کوشش نہیں کروں گی میں اس دنیا میں جینا شروع کروں گی۔

اور شاید۔۔آج پہلی بار۔۔

آئرین نے اپنی تقدیر سے لڑنے کے بجائے۔۔اس کا ہاتھ تھامنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اگلی صبح۔۔آئرین معمول سے کہیں پہلے جاگ گئی تھی۔

رات لکھی ہوئی اپنی نوٹ بک اس نے دوبارہ کھولی۔ہر سطر کو ایک بار پھر غور سے پڑھا۔

"میرے خواب۔۔۔"

اس کے لبوں پر بے اختیار ایک مدھم سی مسکراہٹ آ گئی۔اس نے نوٹ بک سینے سے لگائی۔

آج پہلی بار۔۔وہ کسی سے اپنے خوابوں کی بات کرنے جا رہی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ راہداری سے گزرتی ہوئی حفصہ خاتون کے حجرے تک پہنچی۔

دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔اس نے آہستہ سے دستک دی۔

"آ۔۔۔آنا؟"

"آجاؤ، بیٹی۔"اندر سے نرم آواز آئی۔

آئرین نے دروازہ کھولا۔مگر اندر داخل ہوتے ہی اس کے قدم ایک لمحے کو رک گئے۔

حفصہ خاتون حسبِ معمول اپنی نشست پر بیٹھی تھیں۔

لیکن آج۔۔ان کے سامنے سلطان بھی موجود تھے۔

وہ خاموشی سے بیٹھے کسی اہم معاملے پر حفصہ خاتون کی بات سن رہے تھے۔

آئرین کو دیکھتے ہی حفصہ خاتون کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"آؤ بیٹی۔ادھر آؤ۔"

آئرین نے پہلے حفصہ خاتون کو دیکھا۔۔پھر سلطان کو۔۔اور فوراً ہکا سا سر جھکا دیا۔

"السلام علیکم"

"وعلیکم السلام، بیٹی۔"حفصہ خاتون مسکرا دیں۔

"آؤ، یہاں بیٹھ جاؤ۔"

آئرین ان کے قریب قالین پر بیٹھ گئی۔اس نے اپنی نوٹ بک دونوں ہاتھوں سے آگے بڑھا دی۔

" میں۔۔دیکھنا"

"یہ کیا ہے؟"حفصہ خاتون نے حیرت سے نوٹ بک لے لی۔

آئرین نے اپنی انگلی سے پہلے صفحے کی طرف اشارہ کیا۔

حفصہ خاتون نے پڑھنا شروع کیا۔اوپر جلی حروف میں لکھا تھا۔

"میرے خواب"

ان کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔انہوں نے صفحہ پلٹا۔

پھر دوسرا، پھر تیسرا ہر صفحے پر آئرین کی بے ترتیب مگر محنت سے لکھی ہوئی اردو تھی۔

کہیں الفاظ ٹیڑھے تھے۔۔کہیں حروف چھوٹے بڑے۔۔

اور کہیں ایک ہی لفظ کئی بار کاٹ کر دوبارہ لکھا گیا تھا۔

حفصہ خاتون آہستہ آہستہ پڑھتی جارہی تھیں۔

"جوتے۔۔خوشبو۔۔اردو۔۔گھوڑا چلانا۔۔skin care۔۔لباس۔۔زیورات۔۔"

"(?) تیر اندازی" وہ اگلی سطر پر پہنچیں۔

"یہ سوالیہ نشان کیوں؟" حفصہ خاتون بے اختیار ہنس پڑیں۔

"شاید۔۔۔" آئرین بھی ہنس دی۔

"گر۔۔۔گر۔۔۔"

وہ لفظ بھول گئی۔پھر دونوں ہاتھوں سے تیر چلانے کا اشارہ کیا۔

حفصہ خاتون ہنستے ہوئے سر ہلانے لگیں۔

اسی دوران سلطان کی نظر بھی نوٹ بک پر پڑی۔وہ خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

نہ انہوں نے نوٹ بک مانگی۔۔نہ درمیان میں کوئی بات کی۔بس سنتے رہے۔

آئرین اب ایک ایک سطر کی طرف انگلی رکھ کر سمجھانے لگی۔

" یہ۔۔خوشبو۔۔ تھوڑا آتا"

پھر اگلی سطر پر گئی۔

"یہ۔۔یہ بھی۔۔ تھوڑا۔"

"یہ۔۔۔"پھر اس نے سکن کیئر پر انگلی رکھی۔۔

"زیادہ آتا۔۔۔"

پھر خوشی سے مسکرادی۔

حفصہ خاتون دلچسپی سے سنتی رہیں۔آئرین اگلے صفحے پر گئی۔

"یہ۔۔ نہیں آتا۔"

"یہ بھی۔۔۔"پھر دوسرے لفظ پر۔

وہ ہر چیز بچوں کی طرح سمجھا رہی تھی۔

کبھی اردو۔۔ کبھی انگریزی۔۔اور کبھی صرف ہاتھوں کے اشاروں سے۔

حفصہ خاتون ہر بار مسکرا دیتیں۔سلطان کی نظریں ایک لمحے کے لیے آئرین کے چہرے پر ٹھہریں۔وہ حیران تھے۔

یہ لڑکی۔۔جو چند روز پہلے ہر وقت خوف زدہ رہتی تھی۔۔

آج اپنے خوابوں کی بات کرتے ہوئے۔۔ایسے مسکرا رہی تھی۔۔

جیسے اسے یقین ہو کہ ایک دن وہ سب کچھ کر لے گی۔

سلطان نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔ان کی آواز ہمیشہ کی طرح پر سکون تھی۔

"تم یہ سب کیوں کرنا چاہتی ہو؟"

حجرے میں خاموشی چھا گئی۔آئرین نے سلطان کی طرف دیکھا۔

پھر اپنی نوٹ بک کی طرف۔وہ جواب سوچنے لگی۔

الفاظ کم تھے۔۔مگر خواب۔۔بہت بڑے تھے۔

وہ الفاظ ڈھونڈ رہی تھی۔پھر آہستہ آہستہ بولی۔

"کیونکہ۔۔اگر۔"

وہ رک گئی۔صحیح لفظ یاد کرنے کی کوشش کی۔

"کمائے۔۔۔"

حفصہ خاتون اور سلطان خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

آئرین نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

"ایک عورت سیکھتا۔۔۔"

"سیکھے۔۔۔" پھر فوراً مسکرا کر خود ہی اپنی غلطی درست کی۔

اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر ایسے اشارہ کیا جیسے بہت سارے لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

"بہت عورت سیکھ سکتا۔۔۔"

"ایک۔۔دو۔۔پھر بہت۔۔پھر سب۔"

وہ اپنی بات ختم کر کے خاموش ہو گئی۔ حجرے میں چند لمحوں کے لیے مکمل سکوت چھا گیا۔

سلطان محمد بازید کی نگاہیں اب بھی آئرین پر تھیں۔

اس کی اردو کمزور تھی۔۔ جملے ٹوٹے ہوئے تھے۔۔

مگر۔۔اس کے خواب۔۔ حیرت انگیز حد تک مکمل تھے۔

حفصہ خاتون نے نوٹ بک دوبارہ کھولی۔اب کی بار ایک خالی صفحہ تھا۔

اس صفحے کے درمیان آئرین نے بڑے بڑے حروف میں کچھ لکھا تھا۔

"دارُالامید"

اس کے گرد ایک گول دائرہ بنا ہوا تھا۔ حفصہ خاتون نے لفظ آہستہ سے دہرایا۔

"دارُالامید۔۔۔"

"یہ کیا ہے، بیٹی؟" پھر محبت بھری نظروں سے آئرین کو دیکھا۔

آئرین کے چہرے پر ایک عجیب سی چمک آگئی۔

جیسے وہ مدت سے اسی سوال کا انتظار کر رہی ہو۔

"بڑا۔۔"وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ پھر ہاتھوں کے اشاروں سے سمجھانے لگی۔

"بہت بڑا گھر۔۔"اس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

"یہاں عورت۔۔ سیکھنا"

"سب بنانا۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رک گئی۔ صحیح لفظ سوچنے لگی۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"کام۔۔"

حفصہ خاتون خاموشی سے سنتی رہیں۔ سلطان کی نظریں بھی اب نوٹ بک پر تھیں۔

آئرین نے پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا دیے۔"میں سیکھنا۔۔۔"

"پھر۔۔ سب کو سکھانا۔۔"

اس نے دوبارہ ہاتھوں سے ایک ہجوم کا سا اشارہ بنایا۔

"عورت۔۔ بچی۔۔ جس کے پاس۔۔"

وہ لفظ بھول گئی۔ پھر دونوں ہاتھ خالی دکھائے۔

"کچھ نہیں۔۔۔"

"سب آنا۔۔۔"

"کام کرنا۔۔۔"

"پیسہ کمانا۔۔۔"

"پھر۔۔۔"

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہوئی۔ اس کی آواز پہلے سے کہیں نرم ہو گئی۔

"پھر۔۔۔"

"کسی کو۔۔۔"

"ہاتھ نہیں پھیلانا۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔

پھر خود ہی فوراً واپس کھینچ لیا۔ جیسے مانگنے کا منظر اسے اچھا نہ لگا ہو۔

حفصہ خاتون کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

وہ جانتی تھیں۔۔ یہ لڑکی کسی سلطنت کی شہزادی نہیں۔۔

لیکن اس کے خواب۔۔۔بہت سی سلطنتوں سے بڑے تھے۔

کمرے میں خاموشی چھاگئی۔کافی دیر تک کوئی کچھ نہ بولا۔

"اور اس جگہ کا نام۔۔۔"پھر حفصہ خاتون نے دھیرے سے پوچھا،

"دارُالامید کیوں؟"

آئرین نے ایک لمحہ سوچا۔پھر مسکرادی۔

"کیونکہ۔۔جب سب ختم لگتا۔۔"

وہ لفظ ڈھونڈنے لگی۔

"تب۔۔۔"

"امید شروع ہونا۔۔۔"

اس نے ہلکی سی شرمندہ ہنسی کے ساتھ خود کو درست کیا۔

"شروع ہوتی۔۔۔"

انہوں نے محبت سے آئرین کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا،

"بیٹی۔۔۔یاد رکھنا،دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ایک وہ جو اندھیرے کا شکوہ کرتے رہتے ہیں،اور دوسرے وہ جو ایک چراغ جلادیتے ہیں۔اللہ کرے تم ہمیشہ چراغ جلانے والوں میں رہو۔"

آئرین خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔

اسے پوری نصیحت تو سمجھ نہ آئی۔۔۔

کے الفاظ وہ پہچان گئی تھی۔

اس نے مسکرا کر آہستہ سے سر ہلا دیا۔

سلطان محمد بازیداب بھی خاموش تھے۔

حفصہ خاتون ابھی آئرین کی نوٹ بک دیکھ ہی رہی تھیں کہ آئرین کو اچانک کچھ یاد آیا۔

پھر سلطان کی طرف دیکھا۔

کچھ لمحے سوچتی رہی۔۔۔

جیسے الفاظ جمع کر رہی ہو۔

آخر کار ہمت کر کے بولی،

"میں۔۔۔"

"ایک بات؟"

سلطان نے مختصراً جواب دیا۔

"کہو۔"

آئرین نے اپنے حجرے کی طرف اشارہ کیا۔

پھر اپنی طرف۔

"میں۔۔۔"

"وہاں رہتا۔۔۔"

"آپ۔۔۔"

اس نے سلطان کی طرف اشارہ کیا۔

"جگہ دیا۔۔۔"

"کھانا دیا۔۔۔"

"سب دیا۔۔۔"

وہ چند لمحے رک گئی۔

پھر دھیرے سے بولی،

"میں۔۔۔"

"کرایہ دینا چاہتا۔۔۔۔"

"چاہتی۔۔"

حجرے میں ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔

حفصہ خاتون نے حیرت سے آئرین کو دیکھا۔

سلطان کی نگاہیں بھی پہلی بار پوری طرح اس پر ٹھہریں۔

آئرین جلدی جلدی اپنی بات سمجھانے لگی۔

"میں۔۔"

"فری نہیں۔۔۔"

"میں کام کرنا۔۔۔"

"پھر۔۔۔"

"کرایہ دینا۔۔۔"

وہ آخر میں سوالیہ نظروں سے سلطان کو دیکھنے لگی۔

چند لمحے گزر گئے۔

حفصہ خاتون نے بے اختیار سلطان کی طرف دیکھا۔

شاید وہ ان کے جواب کی منتظر تھیں۔

مگر سلطان محمد بازید نے کچھ نہیں کہا۔

انہوں نے صرف ایک لمحے کے لیے آئرین کی طرف دیکھا۔

ان کی نگاہیں نہ سخت تھیں۔۔۔

نہ نرم۔۔۔

بس ہمیشہ کی طرح گہری اور خاموش۔

پھر وہ آہستگی سے اپنی جگہ سے اٹھے۔

حفصہ خاتون کی طرف مختصر سا سر جھکایا۔

اور بغیر ایک لفظ کہے حجرے سے باہر نکل گئے۔

آئرین انہیں جاتا ہوا دیکھتی رہ گئی۔

اسے سمجھ ہی نہیں آیا۔۔۔

کیا اس نے کوئی غلط بات کہہ دی تھی؟

یا۔۔۔

سلطان کو اس کی بات پسند نہیں آئی؟

وہ الجھن سے حفصہ خاتون کی طرف مڑی۔

"میں۔۔۔۔"

"غلط؟"

حفصہ خاتون ہنس پڑیں۔

"نہیں، بیٹی۔"

"تم نے کوئی غلط بات نہیں کی۔"

انہوں نے آئرین کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

"دنیا میں کچھ احسان ایسے ہوتے ہیں جنہیں اشرفیوں سے نہیں، بلکہ خلوص سے ادا کیا جاتا ہے۔"

آئرین خاموشی سے سنتی رہی۔

حفصہ خاتون نے بات جاری رکھی۔

"اور دوسری بات۔۔۔"

"تم ایک ساتھ بہت کچھ کرنا چاہتی ہو۔ جو شخص ایک ہی دن میں پورا پہاڑ سر کرنا چاہتا ہے، وہ اکثر پہلے ہی قدم پر تھک جاتا ہے۔"

انہوں نے نوٹ بک کھولی۔

پہلے صفحے پر انگلی رکھی۔

پھر مسکرا کر بولیں،

"آج صرف ایک خواب چنو۔"

"کل دوسرا۔"

"پھر تیسرا۔"

"دیکھتے ہی دیکھتے ایک دن تم خود حیران ہو گی کہ تمہارے سارے خواب حقیقت بن چکے ہیں۔"

آئرین نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔



ماہ جبین کا حجرہ۔۔۔

حجرے کے اندر عجیب سی خاموشی تھی۔

کمرے میں لوبان کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

ماہ جبین بستر پر نیم دراز تھیں۔

ان کے چہرے کی سرخی بتا رہی تھی کہ بخار ابھی تک کم نہیں ہوا۔

ان کی والدہ۔۔۔

ان کے سرہانے بیٹھی تھیں۔

کبھی ماتھے پر ٹھنڈی پٹی رکھتیں۔۔۔

کبھی سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھ کر ان پر دم کرتیں۔

"اللہ شفا دے، بیٹی۔۔۔"

"نظر بھی لگ جاتی ہے انسان کو۔۔۔"

ماہ جبین خاموش تھیں۔

اسی لمحے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

گلنار اندر آئی۔

اس کے پیچھے آئرین بھی کھڑی تھی۔

اس کے ہاتھ میں مٹی کا ایک چھوٹا سا پیالہ تھا۔

ماہ جبین نے حیرت سے سر اٹھایا۔

آئرین نے مسکرا کر پیالہ آگے بڑھایا۔

"میں۔۔۔"

وہ مناسب لفظ ڈھونڈنے لگی۔

"بخار۔۔۔"

"اچھا۔۔۔"

گلنار مسکرادی۔

"شہزادی، یہ آپ کے لیے لے کر آئی ہے۔"

خالہ امانے پیالہ لیا۔

ہلکی سی خوشبو اٹھی۔

انہوں نے حیرت سے پوچھا،

"یہ کیا ہے، بیٹی؟"

آئرین نے آہستہ آہستہ سمجھایا۔

وہ پھر لفظ بھول گئی۔

گلنار نے ہنس کر بات پوری کی۔

"کہہ رہی ہے جلدی آرام آجائے گا۔"

خالہ امانے پیالہ ماہ جبین کی طرف بڑھادیا۔

"پیو، بیٹی۔"

ماہ جبین چند لمحے پیالے کو دیکھتی رہیں۔

پھر ان کی نظریں آئرین پر اٹھیں۔

وہی لڑکی۔۔۔

جسے وہ چند روز پہلے ہمیشہ کے لیے خاموش کر دینا چاہتی تھیں۔۔۔

ماہ جبین کا دل عجیب سا بوجھ محسوس کرنے لگا۔

انہوں نے آہستہ سے پیالہ تھام لیا۔

"شکریہ۔۔۔"

یہ لفظ بہت دھیمی آواز میں نکلا۔

آئرین فوراً مسکرا دی۔

"دوست۔۔۔"

ماہ جبین بھی ہلکا سا مسکرا دیں۔

مگر ان کے دل میں ایک اور احساس جنم لے چکا تھا۔

اور آج۔۔۔

ماہ جبین پہلی بار۔۔۔

اپنے ہی ضمیر سے ہار رہی تھیں۔

رات کافی گزر چکی تھی۔ محل کے زیادہ تر چراغ بجھ چکے تھے۔

صرف شاہی اصطبل کے باہر دو مشعلیں جل رہی تھیں۔

بہرام اپنے گھوڑے کی زین درست کر رہا تھا۔

اسی دوران ایک سپاہی قریب آیا۔

"سپاہی بہرام۔۔۔"

"باہر کوئی تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

"مجھ سے؟" بہرام نے حیرانی سے سر اٹھایا۔

وہ باہر نکلا۔ دروازے کے قریب گلنار کھڑی تھی۔

اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ٹوکری تھی۔

بہرام نے اسے دیکھ کر مسکرا کر کہا،

"خیر تو ہے؟"

"اس وقت؟"

گلنار نے آہستہ سے ٹوکری اس کی طرف بڑھا دی۔

"یہ۔۔۔"

"تمہارے لیے ہے۔"

بہرام نے ٹوکری کی طرف دیکھا۔

اس میں شہد کی ایک چھوٹی سی شیشی اور دو تازہ روٹیاں رکھی تھیں۔

"شکریہ کہنے آئی تھی۔"

بہرام چند لمحے خاموش رہا۔

پھر ہنس کر ٹوکری لے لی۔

"اتنی سی بات پر اتنا بڑا انعام؟"

"اگر پسند نہیں تو واپس کر دو۔" گلنار نے مصنوعی ناراضی سے کہا،

"ارے نہیں!" بہرام نے فوراً ٹوکری اپنی پشت کے پیچھے چھپالی۔

"اب تو یہ میری ہوئی۔"

گلنار بے اختیار ہنس دی۔

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر اس نے اپنا زخمی کندھا ہلایا اور منہ بنایا۔

"ویسے۔۔۔"

"تمہاری دوا بہت بری تھی۔"

"بری؟" بہرام نے حیرانی سے پوچھا،

"کیوں؟"

"لگاتے ہی یوں لگا جیسے کسی نے آگ رکھ دی ہو۔"

"اچھا!" بہرام کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"آخر لگا ہی لی تم نے؟"

"اور کیا کرتی؟" گلنار نے گھور کر دیکھا۔

"اگر میں پہلے ہی بتا دیتا کہ جلے گی۔۔۔" بہرام ہنستے ہوئے بولا،

"تو تم کبھی نہ لگاتیں۔۔۔"

گلنار نے کچھ سوچا۔ پھر ہار مانتے ہوئے بولی،

"ہاں۔۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔"

"دیکھا؟" بہرام نے فاتحانہ انداز میں گردن ہلائی۔

"ہم سپاہی صرف تلوار نہیں چلاتے۔۔۔"

"کبھی کبھی علاج بھی کرنا جانتے ہیں۔"

گلنار نے ہونٹ سکیڑ لیے۔

"اگر یہی علاج ہے۔۔تو بیماری ہی اچھی تھی۔"

بہرام اتنا زور سے ہنسا کہ پاس بندھا گھوڑا بھی چونک کر ہنہنا اٹھا۔

"آہستہ ہنسو!" گلنار نے فوراً گرد دیکھا۔

"پورا محل جاگ جائے گا۔"

بہرام نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

اس بار دونوں ایک ساتھ ہنس پڑے۔

سلطان اپنے مطالعہ گاہ میں اکیلے بیٹھے تھے۔

میز پر وہی آئرین کی پن رکھی تھی۔۔۔

سلطان نے اسے ایک بار پھر ہاتھ میں اٹھایا۔

روشنی اس کے باریک نقشوں پر پڑی تو وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

پھر آہستہ سے خود ہی بولے،

"کیسی عجیب لڑکی ہے۔۔اپنی دنیا کھو بیٹھی۔۔۔"

"اور اب بھی دوسروں کے لیے خواب دیکھ رہی ہے۔"

انہوں نے پن دوبارہ میز پر رکھ دی۔اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

"اجازت ہے، میرے سلطان؟"

"آجاؤ، وزیر۔"

وزیر بدرالدین اندر آئے۔انہوں نے ادب سے سلام کیا۔

"میرے سلطان۔۔ایک نئی اطلاع موصول ہوئی ہے۔"

"کہو۔"سلطان نے سر اٹھایا۔

"ہم نے جن سپاہیوں کا پیچھا کیا تھا۔۔۔"

"ان کے بارے میں خبر ملی ہے۔"

چند لمحے رک کر انہوں نے کہا،

"وہ۔۔مراد کے آدمی تھے۔"

سلطان کے چہرے پر پہلی بار حیرت نمودار ہوئی۔

"مراد؟"

وہ چند لمحے خاموش رہے۔پھر آہستہ سے بولے،

"مگر۔۔مراد کو آئرین سے کیا غرض؟"

یہ سوال شاید انہوں نے وزیر سے کم۔۔اپنے آپ سے زیادہ کیا تھا۔

کمرے میں چند لمحے خاموشی رہی۔

پھر سلطان نے اچانک ایک اور سوال کیا۔

"سکندر۔۔اور مراد۔۔۔"

"بچپن سے دوست ہیں، ہے نا؟"

"جی، میرے سلطان۔۔ لیکن!" وزیر بدرالدین نے فوراً جواب دیا۔

"میرا بیٹا کبھی بھی آپ کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔" انہوں نے جلدی سے وضاحت کی۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ غدار ہے۔" سلطان نے ان کی طرف دیکھا۔

پھر وہ آہستہ سے کرسی سے ٹیک لگا کر بولے،

"بہرام نے بتایا اس کے پہنچنے سے پہلے۔۔ تین نقاب پوش۔۔"

"آئرین کو مراد کے سپاہیوں سے بچا رہے تھے۔"

وزیر غور سے سنتے رہے۔ سلطان کی نظریں اب کہیں دور ٹکی ہوئی تھیں۔

"اور جس انداز سے ان میں سے ایک لڑ رہا تھا۔۔۔"

"اس نے مجھے ایک پرانا منظر یاد دلا دیا۔"

انہوں نے دھیرے سے کہا،

"بالکل ویسے ہی۔۔۔"

"کسی نے میری جان بچائی تھی۔"

"میرے سلطان۔۔۔"وزیر بدرالدین کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"آپ کا مطلب۔۔۔ سکندر؟"

سلطان نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔

"یقین نہیں۔۔ لیکن شک ضرور ہے۔"

وزیر چند لمحے خاموش رہے۔ پھر بول اٹھے،

"میرے سلطان! اگر وہ تیر چلانا جانتا بھی ہو"

"تو بس عام سپاہیوں جتنا۔"

"اتنی مہارت کہ درجنوں سپاہیوں کے درمیان کھڑا ہو جائے۔۔۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"مسئلہ یہی تو ہے، وزیر۔۔۔"ان کے ہونٹوں پر مدھم سا جملہ ابھرا۔

"اگر وہ سکندر تھا۔۔ تو اس نے اپنی اصل مہارت سب سے کیوں چھپا رکھی ہے؟"

وزیر بدرالدین پہلی بار خاموش ہو گئے۔

کیونکہ اس سوال کا جواب۔۔۔ان کے پاس بھی نہیں تھا۔

صبح کا وقت۔۔ محل کا شاہی باورچی خانہ ہمیشہ کی طرح مصروف تھا۔

کسی طرف دیگوں میں شوربہ پک رہا تھا۔

کہیں تازہ روٹیاں تنور سے نکل رہی تھیں۔

کوئی سبزیاں کاٹ رہا تھا۔۔کوئی مصالحے پیس رہا تھا۔۔

کوئی دودھ ابال رہا تھا۔

آئرین نے اپنا چھوٹا سا رجسٹر کھولا اوپر انگریزی میں لکھا۔

People who will eat Pancakes.

پھر سب سے پہلے لکھا۔

✓ Princess Malka

اس نے مسکرا کر شہزادی ملکہ کی طرف دیکھا۔

"آپ۔۔پہلا"

شہزادی ہنس دیں۔ پھر آئرین دوبارہ لکھنے لگی۔

✓ Princess Mahjabeen

✓ Khala Ama

✓ Hafsa Khatoon

✓ Sultan

✓ Wazir

✓ Teacher

✓ Gulnar

ہر نام لکھنے کے بعد وہ خوشی سے ایک چھوٹا سا ✓ بنا دیتی۔

گلنار اس کے کندھے کے اوپر سے جھانک رہی تھی۔

اچانک وہ بولی،

"اور بہرام؟"

آئرین نے چونک کر سر اٹھایا۔ پھر ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"Oh!"

"Yes!"

اس نے فوراً نیچے لکھ دیا۔

✓ Behram

پھر چند لمحے سوچتی رہی۔

"بہرام۔۔۔"

"دوست۔۔۔"

"تھری۔۔۔"

آئرین نے فوراً لکھ دیا۔

✓ Behram

✓ Soldier 1

✓ Soldier 2

✓ Soldier 3

آئرین نے ایک ایک نام دوبارہ گنا۔

پھر انگلیوں پر حساب لگانے لگی۔

"ٹو۔۔۔"

گلنار نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا،

"اگر بہرام چار کھا گیا تو؟"

"نہیں! دو!" آئرین نے فوراً جواب دیا،

"باقی۔۔ نو!"

دونوں ہنس پڑیں۔ اسی دوران آئرین کی نظر باورچیوں پر پڑی۔

وہ سب دور کھڑے تجسس سے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ چند لمحے خاموش رہی۔ پھر رجسٹر دوبارہ کھولا۔

نیچے ایک اور لائن لکھی۔

✓ Kitchen

آئرین نے آستینیں ذرا اوپر کیں۔

پھر بڑے سے مٹی کے پیالے کو اپنے سامنے رکھا۔

میدہ، نمک، انڈے، دودھ، اس کے بعد اس نے مکھن کی ڈلی لی۔

چھوٹے برتن میں رکھ کر آہستہ آہستہ پگھلایا۔

پگھلا ہوا مکھن بھی آمیزے میں ڈال دیا۔

اب اس نے شہد کی شیشی کھولی۔

سنہری شہد کی باریک دھار پیالے میں بہنے لگی۔

پھر وہ دونوں ہاتھوں سے لکڑی کی پھینٹنی پکڑ کر پورا آمیزہ پھینٹنے لگی۔

"اتنی دیر کیوں پھینٹ رہی ہو؟" گلنار حیرت سے بولی،

آئرین نے سانس لیتے ہوئے جواب دیا،

"ہوا۔۔۔"

"اندر جائے۔۔۔"

"پھر۔۔۔"

"نرم۔"

بوڑھا شاہی باورچی بے اختیار بولا،

"ہم تو آٹا صرف ملاتے ہیں۔۔۔"

"یہ تو اسے زندہ کر رہی ہے۔"

اب اس نے لوہے کا بڑا چپٹا توا آگ پر رکھا۔

تو اگرم ہونے لگا اس نے مکھن کی باریک تہہ اس پر پھیلا دی۔

مکھن پگھلتے ہی خوشبو پورے باورچی خانے میں پھیل گئی۔

آئرین نے لکڑی کا بڑا چمچ آمیزے میں ڈبویا۔

پھر نہایت آہستگی سے اسے توے کے درمیان انڈیلا۔

آمیزہ خود بخود گول دائرے کی شکل اختیار کرنے لگا۔

سب حیرت سے دیکھنے لگے۔

چند ہی لمحوں میں سطح پر ننھے ننھے بلبلے نمودار ہونے لگے۔

جیسے ہی بلبلے پھوٹنے لگے۔۔

اس نے لکڑی کی پتلی سی چپٹی مدد سے پورا ایک ہی جھٹکے میں پلٹ دیا۔

سنہری رنگ دیکھ کر کئی باورچی بے اختیار آگے بڑھ آئے۔

"یہ تو دونوں طرف سے ایک جیسا سنہرا ہو گیا!"

آئرین کے چہرے پر بچوں جیسی خوشی آ گئی۔

پھر اس نے پہلا پین کیک اتار کر بڑی تھالی میں رکھا۔

اس کے اوپر تھوڑا سا شہد بہایا۔

باریک کٹے ہوئے پستے۔۔ بادام۔۔اور چند خشک گلاب کی پتیاں چھڑک دیں۔

دوسرا۔۔پھر تیسرا۔۔پھر چوتھا۔۔گلنار کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"یہ تو کھانے سے پہلے ہی خوبصورت لگ رہا ہے!"

آئرین ہنس دی۔چند ہی دیر میں۔۔

باورچی خانے کی بڑی میز پر ایک ایک کر کے نرم، سنہری پین کیک سجنے لگے۔

باورچی فوراً پلیٹیں اٹھانے لگے۔

شاہی دستر خوان۔۔سپاہیوں کا کمرہ۔۔وزیر کا حجرہ۔۔استاد۔۔

ہر ایک کے لیے الگ پلیٹ تیار ہو گئی۔

حفصہ خاتون نے مسکرا کر آئرین کو دیکھا۔

"آجاؤ بیٹی۔"

"آج سے ناشتہ ہمارے ساتھ کیا کرو۔"

آئرین نے فوراً گلنار کی طرف دیکھا۔پھر دھیرے سے بولی،

"میں۔۔"

"گلنار۔۔"

"ساتھ۔۔ساتھ کھاتا۔"

"پھر جیسے تمہاری مرضی۔"حفصہ خاتون مسکرادیں۔

آئرین نے ایک پلیٹ اٹھائی، گلنار نے دوسری۔

دونوں سیدھی وزیر بدرالدین کے حجرے کی طرف چل پڑیں۔

وزیر کسی سرکاری تحریر میں مصروف تھے۔

قدموں کی آہٹ سن کر انہوں نے سر اٹھایا۔

دونوں کو پلیٹیں اٹھائے دیکھ کر حیران رہ گئے۔

"یہ کیا ہے؟"

آئرین مسکراتی ہوئی ان کے قریب آئی اور پلیٹ ان کی طرف بڑھادی۔

"آپ کے لیے۔"

وزیر ہلکے سے مسکرائے۔

"میں بعد میں کھالوں گا۔"

آئرین نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔۔۔ابھی"

وزیر ہنس پڑے۔

انہوں نے پلیٹ سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا اٹھایا۔ آہستہ سے چکھا۔

پھر بے اختیار بول اٹھے،

"یہ ذائقہ تو میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی نہیں چکھا۔"

آئرین کے چہرے پر ایسی خوشی پھیل گئی جیسے کسی بچے کو اپنی پہلی کامیابی ملی ہو۔

"سچ؟"

"بہت لذیذ۔" وزیر نے مسکرا کر سر ہلایا۔

پھر انہوں نے پوچھا،

"سلطان کے لیے بھی بنایا ہے؟"

"جی۔" آئرین نے فوراً دوسری پلیٹ اٹھالی۔

وزیر ہلکے سے مسکرائے۔

"میرا خیال ہے۔۔ سلطان ایسی چیزیں کم ہی پسند کرتے ہیں۔"

آئرین نے پورے یقین سے جواب دیا،

"پھر بھی۔۔۔۔ کھائیں۔۔"

سلطان اپنی مطالعہ گاہ میں چند اہم دستاویزات کا جائزہ لے رہے تھے۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

"میرے سلطان۔"

"آیئے۔"

وزیر بدرالدین اندر داخل ہوئے۔

ان کے پیچھے آئرین دونوں ہاتھوں سے پلیٹ سنبھالے کھڑی تھی۔

سلطان نے ایک نظر پلیٹ پر ڈالی، پھر دوبارہ اپنے کاغذات کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وزیر نے ادب سے عرض کیا،

"میرے سلطان۔۔۔"

"آئرین نے خود یہ بنایا ہے۔"

"وہیں رکھ دو۔" سلطان نے مختصر سا جواب دیا۔

آئرین فوراً آگے بڑھی۔

"نہیں۔۔۔"

"آپ چکھیں۔"

سلطان نے کاغذوں سے نظریں ہٹائے بغیر کہا،

"مجھے میٹھی چیزوں کا زیادہ شوق نہیں۔"

آئرین کا چہرہ فوراً مرجھا گیا وہ چند لمحے خاموش کھڑی رہی۔ پھر بولی،

"نبی ﷺ نے۔۔۔"

آئرین اچانک رک گئی۔

وہ "فرمایا" کا لفظ بھول چکی تھی۔

اس نے بے بسی سے ہاتھ سے بات کرنے کا اشارہ کیا، جیسے کوئی کسی سے کچھ کہہ رہا ہو۔

پھر بولی،

"نبی ﷺ نے۔۔۔"

اس نے دوبارہ وہی اشارہ کیا،

"شہد۔۔۔ شفا۔۔۔ ہے۔"

سلطان چند لمحے خاموش رہے۔

پھر بغیر کچھ کہے پلیٹ اٹھائی۔

ایک چھوٹا سا ٹکڑا توڑا۔ آہستگی سے چکھا۔

پورا کمرہ خاموش ہو گیا۔

سب انتظار کر رہے تھے۔۔ کہ وہ کچھ کہیں گے۔

مگر سلطان نے خاموشی سے ایک اور لقمہ اٹھایا اسے بھی کھا لیا۔

پھر پلیٹ میز پر رکھ دی اور دوبارہ دستاویزات پڑھنے لگے۔

ایک لفظ بھی نہ کہا آئرین کا چہرہ آہستہ آہستہ اترنے لگا۔

وہ خاموشی سے وزیر بدرالدین کی طرف دیکھنے لگی۔

جیسے اس کی آنکھیں پوچھ رہی ہوں،

"کیا واقعی اچھا نہیں بنا؟"

اور سلطان۔۔ یوں ہی خاموش بیٹھے رہے۔

آئرین نے انتظار کیا۔۔ شاید وہ کچھ کہیں گے۔

لیکن سلطان بدستور قلم چلاتے رہے۔

آخر کار آئرین نے خود ہی ہلکی سی سانس لی۔

"اتنا۔۔اچھا نہیں"

پھر اس نے پلیٹ اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"آئندہ۔۔۔"

"گلنار کھالے گا۔"

گلنار فوراً ہنس پڑی۔

آئرین پلیٹ اٹھا کر مڑنے ہی والی تھی کہ سلطان کی پر سکون آواز سنائی دی۔

"وہیں رہنے دو۔"

آئرین رک گئی۔وہ فوراً مڑی۔

اس کے چہرے پر امید جھلک اٹھی۔

وہ معصومیت سے مسکرائی اور بے اختیار پوچھ بیٹھی،

"آپ کو۔۔۔پسند آیا؟"

سلطان نے سر اٹھا کر ایک لمحہ اسے دیکھا۔

پھر خاموشی سے دوبارہ اپنی تحریروں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

کوئی جواب نہ دیا۔

آئرین نے پھر بھی پلیٹ واپس نہ رکھی۔

سلطان نے آہستہ سے قلم میز پر رکھا۔

پھر اسی سنجیدگی سے بولے،

"میرے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ شہد میں شفا ہے۔"

"میں اسے ذائقے کے لیے نہیں۔۔۔"

"شفا والی چیز سمجھ کر کھاؤں گا۔"

وزیر بدرالدین نے کھانسی کا بہانہ بنا کر اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

اور آئرین۔۔۔وہ سلطان کو چند لمحے خاموشی سے دیکھتی رہی۔

پھر ہلکا سا منہ بنا کر بولی،

"پسند آیا۔۔۔"

"لیکن۔۔۔بولنا نہیں۔"

گلنار اس بار واقعی ہنس پڑی۔

جبکہ سلطان۔۔ایسے ہی اپنی تحریروں میں مصروف رہے۔۔

گویا کمرے میں ابھی کوئی گفتگو ہوئی ہی نہ ہو۔

دروازہ آہستگی سے بند ہوا۔

اب مطالعہ گاہ میں صرف سلطان تھے۔۔

اور ان کی میز پر رکھی وہ پلیٹ۔

اگلے ہی لمحے۔۔۔ان کے لبوں کے کنارے پر ایک نہایت ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

انہوں نے فوراً قلم اٹھایا۔۔اور یوں تحریر میں مصروف ہو گئے۔۔

جیسے چند لمحے پہلے ان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی ہی نہ ہو۔

دوپہر کا وقت تھا۔ محل کے باغ میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔

دور سنگِ مرمر کے فوارے سے پانی کی مدھم آواز ماحول میں ایک عجیب سا سکون گھول رہی تھی۔

آئرین اور شہزادی ملکہ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بچھی سفید چادر پر بیٹھی تھیں۔

ان کے سامنے مختلف قسم کے عرق، روغن، ملتانی مٹی، صندل، گلاب کی پتیاں اور چند جڑی بوٹیاں رکھی تھیں۔

آئرین ایک ایک چیز کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

کبھی کسی شیشی کو سونگھتی۔۔۔

کبھی کسی پتے کو ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھتی۔۔۔

اور کبھی اپنی ڈائری میں کچھ لکھ لیتی۔

شہزادی ملکہ اسے ایک ایک چیز کا استعمال سمجھا رہی تھیں۔

"یہ صندل ہے۔۔۔"

"اس کا لیپ چہرے کو نرم رکھتا ہے۔"

آئرین نے مسکرا کر سب کچھ نوٹ کیا۔

کچھ دیر خاموشی سے کام چلتا رہا۔

پھر اچانک شہزادی ملکہ نے اس کی طرف دیکھا۔

"آئرین۔۔۔"

آئرین نے سر اٹھایا۔

شہزادی چند لمحے خاموش رہیں، پھر دھیرے سے بولیں،

"ایک بات کہوں؟"

آئرین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم مجھے 'شہزادی ملکہ' نہ کہا کرو۔"

آئرین حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے یہ نام کبھی پسند نہیں آیا۔"

آئرین کچھ نہ بولی۔ وہ خاموشی سے ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"سلطان کی پیدائش کے چند ہی دن بعد میری پیدائش ہوئی تھی۔"

"تب میرے والدین نے میرا نام 'ملکہ' رکھا۔"

"ان کی خواہش تھی کہ ایک دن میں سلطان کی ملکہ بنوں۔"

انہوں نے ہلکی سی تلخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"بچپن میں سب یہی کہا کرتے تھے۔۔۔"

"دیکھنا، ایک دن یہ دونوں ایک ہی تخت پر بیٹھیں گے۔"

شہزادی کی آواز پہلے سے زیادہ دھیمی ہو گئی۔

"مگر وقت گزرتا گیا۔۔ ہم دونوں بھی بڑے ہوتے گئے۔"

"ان کی پوری زندگی صرف سلطنت رہ گئی۔"

"نہ کبھی انہوں نے اس موضوع پر بات کی۔۔۔"

"نہ میں نے۔"

آئرین پوری توجہ سے سن رہی تھی۔

شہزادی نے آہستہ سے ایک گلاب کی پتی اپنی انگلیوں میں مسل دی۔

"پھر ایک دن۔۔۔"

"خالہ اماں نے میرا رشتہ مراد کے لیے مانگ لیا۔"

"والدہ نے رسم کے مطابق سلطان سے بھی رائے پوچھی۔"

کچھ لمحے کے لیے وہ خاموش ہو گئیں۔

جیسے برسوں پرانی آوازیں دوبارہ ان کے کانوں میں گونج رہی ہوں۔

"سلطان نے صرف اتنا کہا تھا۔۔۔"

"مجھے نہیں لگتا کہ میری اور شہزادی کی ایک دوسرے کے ساتھ اس لحاظ سے کوئی وابستگی ہے۔البتہ اگر آپ مناسب سمجھیں، تو میں آپ کے فیصلے کے خلاف نہیں جاؤں گا۔"

"والدہ نے بہت سوچ کر فیصلہ کیا۔۔۔"

"اور میری شادی مراد سے کر دی گئی۔"

چند لمحوں تک صرف فوارے کے پانی کی آواز سنائی دیتی رہی۔

پھر شہزادی نے نہایت پر سکون لہجے میں کہا،

"مجھے واقعی لگا تھا۔۔اللہ نے میرے نصیب میں سکون لکھ دیا ہے۔"

"لیکن وہ سکون زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔"

"آہستہ آہستہ مراد بدلنے لگا۔"ان کی آواز میں پہلی بار تھکن محسوس ہوئی۔

"وہ چاہتا تھا کہ میں سلطان کے خلاف اس کا ساتھ دوں۔"

"میں محل کی خبریں اسے پہنچاؤں۔۔۔"

"لوگوں کو اس کے حق میں کروں۔۔۔"

"اور جس دن وقت آئے۔۔سلطنت اس کے لیے آسان کر دوں۔"

"میں نے انکار کر دیا۔"

"میرے لیے سلطان صرف حکمران نہیں تھے۔۔۔"

"وہ اس سلطنت کی امانت تھے۔"

"میں اپنے ضمیر کا سودا نہیں کر سکتی تھی۔"

شہزادی کی نظریں اب بھی سامنے تھیں۔

"کچھ عرصے بعد مجھے معلوم ہوا۔۔کہ مراد ایک چودہ سالہ لڑکی سے محبت کرتا ہے۔"

"وہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔"

"اور اس نے اس سے نکاح بھی کر لیا۔"

آئرین کے ہاتھ بے اختیار اپنی ڈائری پر مضبوط ہو گئے۔

اس کا دل جیسے بیٹھنے لگا۔ شہزادی نے تلخی کے بغیر کہا،

"میری شادی کو ابھی پورا ایک سال بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔"

"کہ اس نے مجھے طلاق دے دی۔"

"آخر کار اس نے مجھے یہ کہہ کر طلاق دے دی کہ میں بانجھ ہوں۔۔اور کبھی اولاد پیدا نہیں کر سکتی۔"

خاموشی چھا گئی۔ اتنی گہری خاموشی۔۔

کہ فوارے کے گرتے پانی کی آواز بھی بھاری محسوس ہونے لگی۔

آئرین کی نظریں شہزادی کے چہرے پر تھیں۔

اسے پہلی بار سمجھ آیا۔ کہ کچھ لوگ ہنستے ضرور ہیں۔۔

مگر ان کے اندر کا ایک حصہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو چکا ہوتا ہے۔

شہزادی نے خود ہی خاموشی توڑی۔

اس بار ان کے لبوں پر ایک حقیقی مسکراہٹ آئی۔

"مگر ایک بات ہے۔۔۔"

انہوں نے آئرین کی طرف دیکھ کر کہا،

"جس دن تم نے مجھے 'نور' کہا تھا۔۔۔"

"مجھے بہت اچھا لگا۔"

"برسوں بعد پہلی بار مجھے محسوس ہوا۔۔۔"

"کہ شاید میں اپنے نام سے زیادہ کسی اور نام میں خود کو پہچانتی ہوں۔"

انہوں نے محبت سے آئرین کا ہاتھ تھام لیا۔

"اگر تمہیں اعتراض نہ ہو۔۔ تو آج کے بعد مجھے 'نور' ہی کہا کرنا۔"

آئرین نے خاموشی سے ان کی طرف دیکھا۔

پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلا دیا۔

اس نے کچھ نہیں کہا۔۔ مگر اس کی آنکھوں میں موجود نمی۔۔اس بات کا ثبوت تھی۔۔

کہ اس نے نور کی پوری کہانی دل سے سن لی تھی۔

شہزادی نور خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔

کہ جس نام سے وہ آج نفرت کرتی ہے، ایک دن وہی نام اس کی پہچان بن جائے گا۔

وہ واقعی اس تخت کی ملکہ بنے گی۔۔۔

لیکن جن حالات میں وہ اس تخت کی ملکہ بنے گی۔۔

اُس سمیت کوئی بھی یہ نہیں چاہے گا کہ وہ حالات کبھی آئے ہوتے۔